چندفٹ بلند تنور کی شکل کا ہوتا ہے اس میں اپلے چن دیتے ہیں اس کے اوپر میت کو رکھتے ہیں پھس پون اس کو آگ لگاتے ہیں۔ باقی لوگ واپس آتے ہیں۔ رشتہ دار تین طواف کرنے کے بعد لاماؤں کو سجدہ کر کے واپس آتے ہیں۔ لامایہاں چین سیق یعنی آگ کے دیوتا کی پوجا کرتے ہیں اس دوران مکھن اور تل سفید و سیاہ جلتے ہوئے تنور میں میت کے اوپر ڈالتے جاتے ہیں حتیٰ کہ میت جل کر خاکستر ہو جائے۔ ماسوائے دو لاماؤں اور پھس پون کے دیگر لاما واپس آتے ہیں۔ جب میت کی ہڈیاں جدا ہو جاتی ہیں تو ایک ھڈی نکال کر اناج سے بھری ایک پلیٹ کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے اور کپڑا ڈھانپ کر ایک آدمی اٹھا کر لے چلتا ہے۔ اسکے آگے آگے دونوں لاما سرنائی بجاتے چلتے ہیں۔ جسے کیلنگ کہتے ہیں۔ میت کے گھر پہنچ کر پلیٹ رکھ دیتے ہیں اور لاما چلے جاتے ہیں۔ میت کے پوری طرح جلنے پر پھس پون بھی واپس آتے ہیں۔

میت کا پورا لباس اور زیور جو بوقت موت اس کے بدن سے منسلک ہو اور دیگر اشیاء برتن، میز، بستر، فرش پوش اور گھوڑا وغیرہ حیثیت کے مطابق لاماؤں کو خیرات کرتے ہیں۔ پھس پون چار دن کے بعد اس راکھ کو نکالتے ہیں اور اگر دریا قریب ہو تو اس میں بہا دیتے ہیں ورنہ پہاڑوں پر ہوا میں اڑا دیتے ہیں۔

اس رسم کے بعد لاما پھر جمع ہو کر نام نہاد مقدس کتابیں پڑھتے ہیں اور مذہبی گیتوں، قوالیوں کی تقریب منائی جاتی ہے۔ اس کے چند روز بعد تنور سے ساتھ لائی ہوئی ھڈی کو پیس کر سفوف بنالیتے ہیں۔ اس میں مٹی ملا کر گوندھ لیتے ہیں پھر چھورتن یا دیوی، دیوتا کے بت تیار کرتے ہیں۔ ایک مہینے کے بعد پھر مذہبی رسم ادا کی جاتی ہے۔ اس دن تک ماسوائے پھس ن اور لاماؤں کے اس گھر کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتے۔

تین سال سے کم عمر کے بچوں کو جلانے کا رواج نہیں۔ ان کی لاش کو حسب دستور جکڑ کر مٹی کے گھڑے میں ڈالتے ہیں اور پہاڑوں میں دفن کر دیتے ہیں۔ بہت چھوٹی عمر کے بچوں کو مٹی کے گھڑے میں ڈال کر گھر کی دیوار میں چن لیتے ہیں اور پلستر کر دیتے ہیں۔ جہاں میت کو جلایا جاتا ہے وہاں سالانہ لوسر کے دنوں میں دسویں مہینے کی 29 تاریخ بوقت شب حسب استطاعت کھانا چڑھایا جاتا ہے۔ مردہ لاماؤں کو بھی جلایا جاتا ہے۔ البتہ بڑے لاماؤں کے جسم کو نمک لگا کر سکھایا جاتا ہے۔ جسے چھورتن کے اندر بند کرتے ہیں یا گونپہ کے اندر اس کے اوپر مورتی بنائی جاتی ہے۔ بعض لاماؤں کے مخصوص اعضاء کو مورت کے اندر رکھ کر محفوظ کر لیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گونپہ ریزونگ میں لاما سولٹم نیما بانی گونپہ کا دل ایک مودت کے اندر رکھا ہوا ہے جو شیشے کی الماری میں آج بھی محفوظ ہے۔

قسط : 4

نمازِ استسقاء کے احکام و آداب

عبدالوہاب خان

۸- خطبۂ استسقاء کی کیفیت:

(ا) عن ابن عباس ''ولم یخطب خطبتکم هذه ولکن لم یزل فی الدعاء والتضرع والتکبیر''
(ابوداؤد ۱/۶۸۸) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام خطبوں کی طرح خطبہ نہ دیا بلکہ مسلسل دعا، عاجزانہ التجا اور اللہ کی عظمت وتقدیس بیان فرماتے رہے۔''

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ استسقاء کا تذکرہ بایں الفاظ فرمایا ''....فقعد علی المنبر فکبر وحمد الله عزوجل ثم قال **''انکم شکوتم جدب دیارکم و استئخار المطر عن ابان زمانه عنکم، وقد امر الله عز وجل ان تدعوه و وعدکم ان یستجیب لکم''** ثم قال **﴿الحمد لله رب العلمین۞الرحمن الرحیم ۞ملک یوم الدین۞﴾ لا اله الا الله یفعل مایرید، اللهم انت الله لآ اله الا انت الغنی و نحن الفقراء، انزل علینا الغیث و اجعل ما انزلت لنا قوتا و بلاغا الی حین''** ثم رفع یدیه فلم یزل فی الرفع حتی بدا بیاض ابطیه، ثم حول الی الناس ظهره و قلب رداء ه و هو رافع یدیه ثم اقبل علی الناس و نزل فصلی رکعتین'' ۔ (ابوداؤد ۱/۶۹۲، وقال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین وصححه ابن السکن۔ انظر عون المعبود ۱/۴۵٦) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی کبریائی اور حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا ''تم لوگوں نے اپنے علاقوں میں قحط سالی اور بروقت بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے اور یقیناً اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسی سے دعا کرو اور اللہ نے تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''**تمام تعریف اللہ کے لائق ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ روز جزا کا بادشاہ ہے''۔** اللہ پاک کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں وہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ تو ہی معبود حقیقی ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ تو ہر چیز سے بے نیاز ہے اور ہم تیرے محتاج ہیں۔ ہم پر بارش نازل فرما اور تیری نازل کردہ بارش کو ہمارے لئے رزق اور ایک خاص وقت تک گزارے کا ذریعہ بنادے۔'' پھر اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو اتنا اٹھا کر دعا کرتے رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوئی اور لوگوں کی طرف سے قبلہ رخ ہوئے، اپنی چادر پلٹائی اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے رہے پھر لوگوں کی طرف مڑے اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز ادا فرمائی''۔

(۳) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا تو آپ ﷺ مدینہ سے جنت

البقیع کی طرف نکلے، آپ ﷺ نے سیاہ پگڑی باندھ رکھی تھی جس کا ایک پلو سامنے اور دوسرا پیٹھ کی طرف نکلا ہوا تھا آپ ﷺ ایک عربی کمان سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، بقیع میں قبلہ رخ ہو کر تکبیر پڑھی اور اپنے صحابہ ﷺ کو دو رکعت نماز پڑھائی جن میں جہری قرأت پڑھی۔ پہلی رکعت میں ﴿اذا الشمس کورت ۞﴾ اور دوسری میں ﴿و الضحیٰ ۞﴾ پڑھی، پھر چادر پلٹائی تا کہ قحط سالی بدل جائے، پھر دونوں ہاتھ بلند کر کے حمد و ثنا بیان کی اور دعا فرمائی"۔

راوی کا بیان ہے کہ ابھی رسول اللہ ﷺ اس دعا سے فارغ ہی نہ ہو پائے تھے کہ آسمان نے سخاوت شروع کی، یہاں تک کہ ہر شخص اس فکر میں مبتلا ہوا کہ اپنے گھر کس طرح لوٹے، پھر جانوروں کو نئی زندگی ملی، زمین سرسبز و شاداب ہوئی اور لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی برکت کا ثمرہ تھا۔" [کنز العمال ۸/۴۳۴-۴۳۶ قال ابن عساکر : رجاله ثقات]

(۴) امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ استسقاء کے لیے تشریف لے گئے تو خطبہ دینے کے بجائے صرف استغفار کرتے رہے۔ تو آپؓ سے عرض کیا گیا کہ ہم نے آپ کو استسقاء کرتے ہوئے پایا ہی نہیں۔ آپؓ نے فرمایا: "لقد طلبت المطر بمجاديح السماء التی يستنزل بها المطر" یقیناً میں نے آسمان کے ان پچھڑوں کے ذریعے بارش طلب کی ہے، جن سے بارش نازل ہوتا ہے"۔ پھر بطور دلیل یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿یقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یرسل السماء علیکم مدرارا﴾ "اے میری قوم! اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو، وہ تم پر آسمان سے لگا تار مینہ برسائے گا"۔ [کنز العمال ۸/ ۴۳۱]

"مجاديح" جمع مجدح، یعنی منزل قمر۔ قدیم فلکیات کی اصطلاح میں یہ راہونیم ستارے کا نام تھا، جس کی مدتِ دورہ ہر برج میں ۱۸ ماہ شمار کی جاتی تھی، جس سے بارش کا نزول منسوب کیا جاتا تھا۔ عربی میں کہا جاتا ہے: "ارسلت السماء مجاديح الغيث" یعنی "آسمان سے موسلا دھار مینہ برسا"۔ حضرت عمر فاروقؓ کی مراد یہی تھی کہ درحقیقت جن آسمانی پچھڑوں سے نزولِ بارش کا تعلق ہے، وہ توبہ و استغفار کے علاوہ کچھ نہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ استسقاء حمد و ثناء اور مختصر وعظ کے بعد اکثر دعاؤں اور استغفار پر مشتمل ہوتا تھا۔

امام نووی کہتے ہیں کہ دعائے استسقاء میں سے کچھ جہراً اور کچھ سراً پڑھنا مستحب ہے۔

امام شافعی نے الأم میں کہا ہے کہ استسقاء کے خطبوں میں اللہ کی کبریائی، حمد و ثنا اور درود و سلام پڑھنا چاہئے اور خطبہ کا اکثر حصہ استغفار پر مشتمل ہونا چاہئے۔ (الاذکار ص ۱۶۱)

۹۔ دعائے استسقاء میں رفع یدین:

عن انس قال "کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یرفع فی شئ من دعائه الا فی الاستسقاء و انه یرفع یدیه حتی یری بیاض ابطیه" (بخاری ۲/ ۶۰۱، مسلم ۶/ ۱۹۰) خادمِ نبوی حضرت انس رضی اللہ

عنہ کہتے ہیں: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بھی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، سوائے دعائے استسقاء کے اور استسقاء میں ہاتھ اتنے بلند اٹھاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی"۔

مراد یہ ہے کہ رفع الیدین کا عمل دعائے استسقاء میں جس اہتمام اور خاص طریقے سے کرتے تھے، وہ دیگر دعاؤں سے یکسر مختلف ہوتا تھا۔ (فتح الباری ٢/٦٠١' عون المعبود ١/٤٥٥)

نیز عام دعاؤں میں ہاتھوں کا اٹھانا بکثرت احادیث سے ثابت ہے، حتیٰ کہ یہ حدیثیں متواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں۔(تیسیر مصطلح الحدیث ص: ٢٠)

عن عمير مولى بنى آبى اللحم انه "رأى النبى صلى الله عليه وآله وسلم يستسقى عند احجار الزيت قريبا من الزوراء قائماً يدعو يستسقى رافعاً يديه قِبَل وجهه لايجاوز بهما رأسه." (ابوداؤد ١/٦٩٠) "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوراء نامی جگہ پر احجار الزیت کے قریب کھڑے ہوکر استسقاء کی دعا فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو اپنے منہ کی سیدھ میں اٹھا رکھا تھا، اپنے ہاتھوں کو سر سے اونچا نہیں کرتے تھے۔"

١٠۔ ہتھیلیوں کو نچلی جانب کرنا:

عن انس رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم استسقى فاشار بظهر كفيه الى السماء (صحيح مسلم ٦/١٩٠) حضرت انس کہتے ہیں "بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کی دعا فرمائی تو اپنے ہاتھوں کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا۔"

وعنه "ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم كان يستسقى هكذا، يعنى ومد يديه وجعل بطونهما ممايلى الارض، حتى رأيت بياض ابطيه" (ابوداؤد ١/٦٩٢)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعائے استسقاء میں اپنے دونوں ہاتھ آگے پھیلاتے اور ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کرتے تھے۔حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "اللہ سے سوال کا انداز یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھائے اور استغفار کا طریقہ یہ ہے کہ ایک انگلی سے اشارہ کرے اور گڑگڑانے (ابتہال) کی صورت یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے پھیلائے"۔

دوسری روایت میں ابتہال کی صورت دکھاتے ہوئے انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور ہاتھوں کی پشت کو منہ کی جانب کرلیا۔(سنن ابی داؤد ٢/١٦٦)

امام نووی کہتے ہیں کہ کسی بلا اور آزمائش کو دور کرنے کی دعا میں ہاتھوں کو اوپر اٹھا کر ہاتھ کی پشت آسمان کی طرف کرنا سنت ہے، اور دنیا وآخرت کی بھلائی طلب کرنے کی دعا میں ہتھیلیوں کو اوپر کی جانب کرنا مسنون ہے۔

(المنهاج شرح صحيح مسلم ٦/١٩٠)

۱۱۔ امام کھڑا ہو کر دعا مانگے۔

عباد بن تمیم عن عمه "ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم خرج بالناس یستسقی لهم فقام فدعا الله قائما ثم توجه قِبل القبلة وحول رداء ہ فاسقوا" (صحیح البخاری مع الفتح ٢/٥٩٥) عباد بن تمیم کے چچا عبداللہ بن زید المازنی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو لیکر استسقاء کے لئے نکلے تو ان کے سامنے کھڑے ہو کر دعا فرمائی اور قبلہ رخ ہو کر چادر پلٹائی پھر بارش نازل کی گئی۔

۱۲۔ مقتدی بھی امام کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا میں شریک ہوں:

عن انس قال: اتی اعرابی الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یوم الجمعة فقال: "یا رسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم) هلکت الماشیة، هلك العیال، هلك الناس". فرفع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یدیه یدعو و رفع الناس ایدیهم معه یدعون ..." (صحیح البخاری مع الفتح ٢/٥٩٩) "ایک دیہاتی خطبہ جمعہ کے دوران مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور کہا "اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (قحط سالی سے) مویشی ہلاک ہوئے، اہل و عیال اور لوگ ہلاکت کی دہلیز پر ہیں۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا شروع کی۔ اور آپ کے ساتھ لوگ بھی اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے۔

یہ حدیث اگرچہ خطبہ جمعہ میں استسقاء سے متعلق ہے۔ مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب رفع الناس ایدیهم مع الامام فی الاستسقاء" عنوان باندھ کر نماز استسقاء میں بھی اسکی مشروعیت بیان کی ہے۔

اس حدیث سے بھی مذکورہ مسئلے کی تائید ہوتی ہے: "**انما جعل الامام لیؤتم به**" "امام صرف اس لئے مقرر کیا جاتا ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے۔" (بخاری ٢/٢٠٤، مسلم ٤/١٣١)

۱۳۔ دعائے استسقاء میں چادر کا پلٹانا سنت ہے۔

عن عباد بن تمیم عن عمه قال "خرج النبی صلی الله علیه وآله وسلم یستسقی وحول رداء ہ" (بخاری مع الفتح ٢/٥٧١، ٥٩٧ و مسلم ٦/١٨٨) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز استسقاء کے لئے نکلے اور اپنی چادر پلٹائی۔"

امام مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ اور جمہور فقہائے اسلامؒ کے نزدیک نماز استسقاء کے موقع پر چادر کا پلٹانا سنت ہے۔ اس مسئلے میں امام ابو حنیفہؒ نے اختلاف کیا ہے۔ (شرح نووی ٦/١٨٨)

ابن حجرؒ نے واقدی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ چوڑی تھی۔ اور تہبند چار ہاتھ دو بالشت لمبا اور دو ہاتھ دو بالشت چوڑا تھا۔ (فتح الباری ٣/٥٧٨)

۱۴۔ چادر پلٹانے کا موقعہ

"عن عبدالله بن زید المازنی قال: خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم الی المصلی و حول